منشور تربیت

خودسازی اور تہذیب نفس نہج البلاغہ کی روشنی میں

بسم الله الرحمن الرحیم

منشور تربیت ------------------------------

منشور تربیت

خودسازی اور تہذیب نفس نہج البلاغہ کی روشنی میں

سید سجاد حیدر صفوی

مطہری" فکری و ثقافتی مرکز۔ کشمیر

کتابنامہ

نام کتاب: منشور تربیت

خطبہ کا ترجمہ: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی

توضیح و تشریح: سید سجاد حیدر صفوی

نظر ثانی: سید ابرار حسین جعفری

طبع اول: ۲۰۱۴

تعداد: ۲۰۰۰

ناشر: مطہری فکری و ثقافتی مرکز۔ کشمیر

فہرست

حرف اول

آج کی دنیا بھیڑ بھاڑ، شور وغل اور ہلڑ ہنگامے کی دنیا ہے جس میں انسان اور انسانیت کے خلاف ہر آن شیطانی ساز اور سازشیں سرگرم عمل ہیں اور ہم انسان مختلف طرح کی روحانی بیماریوں اور مشکلات کا شکار ہیں بلکہ مشکلات کی ایک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جس سے نکلنے کا چارہ بھی نظر نہیں آتا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جن مادی اشیاء کی وجہ سے ہم ان مشکلات کا شکار ہوئے ہیں، مشکلات سے نکلنے کے لئے بھی ہم انہی کا رخ کرتے ہیں اور نتیجہ میں مزید مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ جبکہ زندگی کے مشکلات سے باہر نکلنے اور درست زندگی بسر کرنے کے لئے خدائے منان نے اپنی کتاب اور معصوم ہستیوں کی شکل میں منشور حیات اور عالم و باعمل راہنما بھیجے ہیں۔ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی سیرت اور ان کے اقوال ہمارے لئے بہترین راہنما ہیں اور ان میں بھی امیر بیان مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا مجموعہ کلام نہج البلاغہ ایک خاص جاذبیت کا حامل ہے جو ہر دور میں ہمارے لئے ایک مکمل منشور زندگی کی حیثیت رکھتا ہے۔

نہج البلاغہ میں امام علی علیہ السلام کے متعدد خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے زمانے کے مختلف افراد کو لکھے ہیں ان میں ایک طویل خط امام حسن علیہ السلام کے نام بھی ہے جو آپ نے جنگ صفین سے واپسی پر لکھا ہے اور اپنے بیٹے کو اپنے تجربات، زمانے کی نیرنگیوں، دنیا کی حقیقت، آخرت کے راستے اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کے سنہری

اصولوں سے آشنا کیا ہے۔ اگرچہ یہ خط امام حسن علیہ السلام کو لکھا گیا ہے لیکن اس کا مخاطب ہر صدی کا ہر انسان، قیامت تک آنے والا ہر مسلمان اور ملت اسلامیہ کا ہر جوان ہے جس کا مطالعہ اور اس میں غور وخوض اور ان اصولوں پر عمل ہر ایک لئے مفید اور دنیا و آخرت میں نجات بخش ہے۔

کتاب حاضر میں اسی خط کو ترجمہ اور مختصر وضاحت کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے جو کہ پہلا قدم ہے امیر المومنین کے اس کلام مبارک کو سمجھنے کے لئے۔ امید ہے یہ کتاب قارئین کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

سید سجاد حیدر صفوی

قم المقدسہ، ۳ شعبان المعظم ۱۴۳۵

امام حسنؑ کے نام حضرت علیؑ کی وصیت

انسان اور حادثات زمانہ

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الْمُسْتَسْلِمِ لِلدُّنْيَا السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى وَ الظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً إِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لاَ يُدْرِكُ السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَ رَهِينَةِ الْأَيَّامِ وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ وَ عَبْدِ الدُّنْيَا وَ تَاجِرِ الْغُرُورِ وَ غَرِيمِ الْمَنَايَا وَ أَسِيرِ الْمَوْتِ وَ حَلِيفِ الْهُمُومِ وَ قَرِينِ الْأَحْزَانِ وَ نُصُبِ الْآفَاتِ وَ صَرِيعِ الشَّهَوَاتِ وَ خَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ

ترجمہ: یہ وصیت ایک ایسے باپ کی ہے جو فنا ہونے والا اور زمانہ کے تصرفات کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر خاتمہ کے قریب ہے اور وہ دنیا کے مصائب کے سامنے سپر انداختہ ہے۔ مرنے والوں کی بستی میں مقیم ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہے۔

اس فرزند کے نام جو دنیا میں وہ امیدیں رکھے ہوئے ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہیں اور ہلاک ہو جانے والوں کے راستہ پر گامزن ہے۔ بیماریوں کا نشانہ اور روزگار کے ہاتھوں گروی ہے۔ مصائب زمانہ کا ہدف اور دنیا کا پابند ہے۔ اس کی فریب کاریوں کا تاجر اور موت کا قرض

دار ہے۔ اجل کا قیدی اور رنج و غم کا ساتھی ہے۔ مصیبتوں کا ہمنشیں ہے اور آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا ہوا ہے اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

توضیح و تشریح:

یہاں امام علیہ السلام ایک عام انسان کی گفتگو فرما رہے ہیں کہ جب وہ پچاس ساٹھ سال کی زندگی بسر کر کے اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کی نظر میں زندگی اور دنیا کیسی ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف اس کی جوان اولاد کی کیا آرزویں ہوتی ہیں۔

یہ خط ایک ایسے باپ کی طرف سے جس کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

- دنیا چھوڑ کر جانے والا ہے کیونکہ یہ دنیا ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔
- زمانے کے طبیعی حادثات نے اس پر بھی اپنا اثر ڈالا ہے۔
- جو ایک عمر گزار چکا ہے اور زندگی کا تجربہ حاصل کر چکا ہے۔
- جو طبیعت کے تقاضوں کے سامنے سپر انداختہ ہو چکا ہے۔
- جس کی نظر میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ اس قابل نہیں کہ انسان اس کی آرزو کرے۔

- جسے دنیا میں رہنا نہیں ہے بلکہ یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔

لیکن جن جوانوں کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے ان کی خصوصیات کیا ہے؟

- وہ ان کاموں اور چیزوں کی آرزو رکھتے ہیں جن کا ہونا اور حاصل کرنا ناممکن ہے۔
- جو ان افراد کے راستے پر چل رہے جنہیں ایک دن فنا ہونا ہے۔
- مختلف طرح کی بیماریاں ان کے لئے آغوش پھیلائے ہوئے ہیں۔
- جو روزگار دنیا کا کھلونا بننے والے ہیں اور یہ دنیا انہیں انگلیوں پر نچانے والی ہے
- جو دنیا میں طرح طرح کے آلام و مصائب اور مشکلات کا شکار ہونے والے ہیں۔
- جو اگر مادی زندگی میں کھو جائیں تو دنیا کے غلام بن کر رہنے والے ہیں
- جنہیں دنیا دھوکہ دینے والی ہے۔
- موت سے فرار نہیں کرسکتے بلکہ اس کے چنگل میں پھنسنے والے ہیں۔
- نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیشہ گرفتاریوں کا شکار رہنے والے ہیں۔
- نتیجہ میں حزن و غم میں مبتلا رہنے والے ہیں۔

- شہوتوں کی زمین پر دوڑنے والے ہیں۔
- اور ان کی جگہ پانے والے ہیں جو اس دنیا سے جاچکے ہیں۔

وصیت و نصیحت کا مقصد

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ اَلدُّنْيَا عَنِّي وَ جُمُوحِ اَلدَّهْرِ عَلَيَّ وَ إِقْبَالِ اَلْآخِرَةِ إِلَيَّ مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ وَ اَلاِهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ هُمُومِ اَلنَّاسِ هَمُّ نَفْسِي فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَ صَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ وَ صَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي فَأَفْضَى بِي إِلَى جِدٍّ لاَ يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ وَ صِدْقٍ لاَ يَشُوبُهُ كَذِبٌ وَ وَجَدْتُكَ بَعْضِي بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي حَتَّى كَأَنَّ شَيْئاً لَوْ أَصَابَكَ أَصَابَنِي وَ كَأَنَّ اَلْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ

ترجمہ: امابعد، میرے لئے دنیا کے منہ پھیر لینے۔ زمانے کے ظلم و زیادتی کرنے اور آخرت کے میری طرف آنے کی وجہ سے جن

باتوں کا انکشاف ہوا ہے انھوں نے مجھے دوسروں کے ذکر اور اغیار کے اندیشہ سے روک دیا ہے۔ مگر جب میں تمام لوگوں کی فکر سے الگ ہو کر اپنی فکر میں پڑا تو میری رائے نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھ پر واقعی حقیقت منکشف ہو گئی جس نے مجھے اس محنت و مشقت تک پہنچا دیا جس میں کسی طرح کا کیل نہیں ہے اور اس صداقت تک پہنچا دیا جس میں کسی طرح کی غلط بیانی نہیں ہے۔ میں نے تم کو اپنا ہی ایک حصہ پایا بلکہ تم کو اپنا سراپا وجود سمجھا کہ تمہاری تکلیف میری تکلیف ہے اور تمہاری موت میری موت ہے اس لئے مجھے تمہارے معاملات کی اتنی ہی فکر ہے جتنی اپنے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے یہ تحریر لکھ دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں۔

توضیح و تشریح:

امام علیہ السلام ان جملوں میں اس خط اور تحریر کا مقصد بیان کرتے ہوئے دو اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- اگر انسان دنیا کی مصروفیات اور زمانہ کے ہم و غم سے جدا ہو کر اپنے آپ میں غور کرے تو اسے دنیا اور زندگی کی حقیقت سمجھ میں آجائے گی اور یہی انسان کے لئے سب سے اہم چیز ہے کہ وہ اپنی اور دنیا کی حقیقت کی طرف متوجہ ہو جائے۔

- اور جب انسان کے سامنے حقائق واضح ہو جائیں تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان افراد کو بھی اس کی طرف متوجہ کرے جو متوجہ نہیں ہیں بالخصوص ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے وجود کا ایک حصہ سمجھ کر انہیں نصیحت کرے اور اس نے دنیا سے جو تجربات حاصل کئے ہیں وہ ان کے لئے بیان کرے تا کہ وہ اپنی زندگی کے نشیب و فراز میں ان سے استفادہ کر سکیں۔

تزکیہ نفس اور خوسازی کے مراحل

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ أَيْ بُنَيَّ وَ لُزُومِ أَمْرِهِ وَ عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ وَ الِاعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ وَ أَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ وَ أَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ وَ قَوِّهِ بِالْيَقِينِ وَ نَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَ ذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَ قَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَ بَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا وَ حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَ فُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ وَ اعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ وَ ذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ سِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَ آثَارِهِمْ فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا وَ عَمَّا انْتَقَلُوا وَ أَيْنَ حَلُّوا وَ نَزَلُوا فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ وَ حَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ وَ

كَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ وَ لاَ تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ وَ دَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لاَ تَعْرِفُ وَ الْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ وَ أَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلاَلَتَهُ فَإِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلاَلِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ

ترجمہ: بیٹے، میں تم کو خوف خدا اور اس کے احکام کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے آباد رکھنا اور اس کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہنا کہ اس سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ تمہارے اور خدا کے درمیان نہیں ہے۔

اپنے دل کو موعظہ سے زندہ رکھنا اور اس کے خواہشات کو زہد سے مردہ بنا دینا۔ اسے یقین کے ذریعہ قوی رکھنا اور حکمت کے ذریعہ نورانی رکھنا۔ ذکر موت کے ذریعہ رام کرنا اور فنا کے ذریعہ قابو میں رکھنا۔ دنیا کے حوادث سے آگاہ رکھنا اور زمانہ کے حملہ اور لیل و نہار کے تصرفات سے ہوشیار رکھنا۔ اس پر گذشتہ لوگوں کے اخبار کو پیش کرتے رہنا اور پہلے والوں پر پڑنے والے مصائب کو یاد دلاتے رہنا۔ ان کے دیار و آثار میں سرگرم سفر رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ انھوں نے کیا کیا ہے اور کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں۔ کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ احباب کی دنیا سے منتقل ہو گئے ہیں اور دیار غربت میں وارد ہو گئے ہیں اور گویا کہ عنقریب تم بھی انہیں میں شامل ہو جاؤ گے لہذا اپنی منزل کو ٹھیک کر لو۔ خبردار! آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا۔ جن باتوں کو نہیں جانتے ہو ان کے بارے میں بات نہ

کرنا اور جن کے مکلّف نہیں ہو ان کے بارے میں گفتگو نہ کرنا۔ جس راستہ میں گمراہی کا خوف ہو ادھر قدم آگے نہ بڑھانا کہ گمراہی کے تحیر سے پہلے ٹھہر جانا ہولناک مرحلوں میں وارد ہو جانے سے بہتر ہے۔

توضیح و تشریح:

یہاں امام علیہ السلام تہذیب روح اور تزکیہ نفس کے لئے امام حسن علیہ السلام کے ذریعہ امت مسلمہ کے تمام جوانوں کو چند اہم چیزوں کی وصیت و نصیحت فرماتے ہیں:

تقوائے الٰہی: انسان اپنے اندر وہ روح ایمانی پیدا کرے جو اسے خدا کی راہ پر گامزن رکھے اور راستے میں آنے والے خطرات کی جانب متوجہ کرتی رہے اسی کو تقوا کہتے ہیں۔

خدا کی اطاعت: انسان کی کوشش یہی ہو کہ ہر لحہ خدا کی اطاعت میں بسر ہو اور زندگی کا کوئی بھی لحہ اس کی اطاعت سے خالی نہ جائے کیونکہ کمال انسانی تک پہنچنے کا ذریعہ یہی ہے۔

یاد خدا: روایت میں آیا ہے کہ مومن کا دل اللہ کا گھر ہے لہٰذا اللہ کے گھر میں اس کے علاوہ کوئی بس جائے یہ مناسب نہیں ہے اس لئے دلوں کو صرف ذکر الٰہی سے جلا بخشو کیونکہ اسی کے ذکر سے یہ دل سکون پاتے ہیں۔

اللہ کی رسی کو تھامنا: روایات میں "اللہ کی رسی" کے کئی مصداق بیان ہوئے ہیں جیسے قرآن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم، اہلبیت علیہم السلام۔ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کی رسی بتایا ہے۔

دل کو وعظ و نصیحت سے زندہ کرنا: قرآن مجید کی آیات، معصومین علیہم السلام کی روایات، باعمل علما کی باتیں، مومن اور صالح افراد کی باتیں وعظ و نصیحت کا بہترین مصداق ہیں اور ان کی ضرورت اس لئے ہے کیونکہ انسان کا دل کبھی نیم جاں، کبھی بوجھل اور کبھی غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور انہی چیزوں کے ذریعہ اسے جلا بخشی جا سکتی ہے۔

زہد کے ذریعہ خواہشات کو کچلنا: خواہشات خدا کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور انہیں شکست دینے کا بہترین علاج زہد ہے البتہ زہد کا مطلب معاشرہ سے کٹ کے رہ جانا اور گوشہ نشینی اختیار کرنا نہیں ہے بلکہ زہد کا مطلب یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت نکال دے لیکن دنیاوی اشیا کو خدا کی راہ میں کمال حاصل کرنے کے لئے ضرورت بھر استعمال کرے۔

یقین کے ذریعہ دل کو قوی بنانا: دل بھی دوسرے اعضاو جوارح کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی کمزوری کا باعث ایمان کی کمزوری اور شک و تردید کا شکار ہونا ہے، جہاں ضعف ایمانی محسوس ہو اور شک و تردید کے بادل صفحۂ دل پر چھانے لگیں، عقل و حکمت کا سہارا لے کر ایمان و ایقان میں اضافہ کریں اور یقین حاصل کر کے دلوں کو تقویت بخشیں۔

حکمت کے ذریعہ دل کو منور کرنا: دل کی دنیا بھی کبھی تاریک ہو سکتی ہے اور ایسا ہونا خطرے کا باعث ہے ایسے میں اسے نور حکمت کے ذریعہ ہی روشن کیا جا سکتا ہے۔ حکمت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور خدا سے متعلق صحیح علم و عرفان حاصل کرے اور حکمت کے حصول کا ایک ذریعہ خالصانہ عبادت ہے۔ روایت میں ہے کہ جو شخص چالیس دن خالصانہ خدا کی عبادت کرے خدا اسے حکمت عطا کرتا ہے۔

موت کو یاد کر کے دل کی لگام کو مہار کرنا: جب دل میں دنیا کی یاد بس جائے تو وہ ایک سرکش گھوڑے کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس کو مہار کرنا آسان نہیں، دنیا کی محبت کے غالب ہو جانے کا ایک اثر یہ ہے کہ انسان دنیا کو دار باقی سمجھنے لگتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ ایک دن اسے یہاں سے کوچ بھی کرنا ہے اور دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال سے لاپرواہ ہو جاتا ہے گویا اسے حساب و کتاب نہیں دینا ہے۔ اس کا بہترین علاج موت اور قیامت کی یاد ہے جو اسے ہمیشہ یاد دلائیں گے کہ یہ دنیا ہے اور یہاں کے ایک ایک عمل کا ایک دن حساب دینا ہے۔

نفس سے فنا کا اقرار لینا: یہ اگرچہ ایک دشوار کام ہے لیکن انسانی تربیت کے لئے نہایت موثر ہے کہ انسان کا نفس اس بات کو تسلیم کر لے کہ اسے ایک دن فنا کے گھاٹ اترنا ہے اور دوسروں کی طرح اسے بھی اس دنیای فانی کو چھوڑ کے جانا ہے۔

نفس کو بصیرت عطا کرنا: نفس اسی وقت فنا کا اقرار کر سکتا ہے جب اسے دنیا کے مصائب و آلام دکھا کر بصیرت عطا کی جائے۔ جب وہ بصیرت حاصل کرلے گا تو دنیا کی محبت کو کبھی گلے نہیں لگائے گا۔

نفس کو خائف کرنا: یعنی انسان ہمیشہ نفس کو زمانے کے خطرات سے ڈراتا رہے کیونکہ جب حالات مختلف شکلوں میں حملہ آور ہوتے ہیں تو انسان کا نفس ڈگمگا جاتا ہے۔ گمراہی، کجروی، شیطان نما انسانوں کے سیاسی و اقتصادی حملوں کے خطرات اگر نفس کے مد نظر ہوں گے تو وہ رام رہے گا۔

گزشتہ لوگوں اور امتوں کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنا: نفس کو تلقین کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان گزشتہ قوموں اور امتوں کی زندگی اور ان کے اعمال و انجام پر نظر کرے اور ان سے عبرت لیتا رہے تاکہ وہ خود اس سرنوشت کا شکار نہ ہو جس کا شکار وہ امتیں ہوئی ہیں۔ قرآنی داستانیں اس کی بہترین مثال پیش کرتی ہیں۔ قوم عاد، قوم ثمود اور بنی اسرائیل اس کے واضح نمونے ہیں۔

گزشتہ لوگوں کے آثار سے درس لینا: عبرت کے لئے نہ صرف گزشتہ افراد اور امتوں کی تاریخ کا مطالعہ بلکہ زمین پر ان کے جو آثار بکھرے پڑے ہیں ان کا بھی مشاہدہ کرے اور ان میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کرے۔ مصر و روم و یونان اور دوسری سرزمینوں پر آج بھی گزشتہ قوموں اور انبیا کی امتوں کے آثار موجود ہیں جو مایۂ عبرت اور قابل درس ہیں۔ ان چیزوں کی وصیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس

بات کی طرف متوجہ ہو کہ وہ بھی ایک دن تاریخ بن کر رہ جائے گا اس لئے وہ ایسی تاریخ رقم کرے جو دوسرے کے لئے نمونہ عمل ہو۔

آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیچنا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کے مطابق دنیا آخرت کی کھیتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا صرف ایک ذریعہ ہے اور اصل منزل آخرت ہے جہاں اسے پھل حاصل کرنا ہے لیکن اگر کوئی دنیا ہی میں آخرت کو بیچ دے تو اسے وہاں کچھ نصیب ہونے والا نہیں ہے اور یہ کتنے گھاٹے کا سودا ہے کہ انسان چار دن کی وقتی زندگی کو آخرت کی ابدی زندگی پر ترجیح دے۔

اگر علم نہ ہو تو سکوت بہتر ہے: یہ زندگی کا ایک اہم دستور ہے کہ انسان اسی موضوع اور چیز سے متعلق گفتگو کرے جس سے متعلق علم رکھتا ہو اور جس چیز کا اسے علم نہیں وہاں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ خود امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر تم سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جائے اور تمہیں اس کا علم نہ ہو تو یہ کہنے میں ہر گز نہ شرماو کہ "مجھے نہیں معلوم"

غیر مربوط امور میں خاموشی: صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان علم نہ ہونے کی صورت میں اظہار علم نہ کرے بلکہ وہ باتیں اور وہ چیزیں جو انسان سے مربوط نہ ہوں وہاں بھی مداخلت کی کوشش نہ کرے چاہے اس کے پاس علم بھی ہو۔ یعنی انسان وہاں بولے جہاں اسے بولنا چاہیے اور اتنا بولے جتنا بولنا چاہیے۔

مشکوک امور سے باز رہنا: زندگی میں بہت سے امور ایسے بھی پیش آتے ہیں جو انسان کے لئے واضح نہیں ہوتے، ان کا صحیح یا غلط

ہونا، حلال یا حرام ہونا، جائز یا ناجائز ہونا انسان کے لئے مشکوک ہوتا ہے اور اس کے انجام سے بھی بے خبر ہوتا ہے ایسے امور میں فائدہ اور نجات کے بجائے نقصان اور ہلاکت کا اندیشہ بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے ایسے امور میں اپنے آپ کو روک لینا ہی بہتر ہے۔

معاشرتی ذمہ داریاں

وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ وَ أَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَ لِسَانِكَ وَ بَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ وَ جَاهِدْ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَ لاَ تَأْخُذْكَ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لاَئِمٍ وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ وَ تَفَقَّهْ فِي الدِّينِ وَ عَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ وَ نِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ وَ أَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي أُمُورِكَ كُلِّهَا إِلَى إِلَهِكَ فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ وَ مَانِعٍ عَزِيزٍ وَ أَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَ الْحِرْمَانَ وَ أَكْثِرِ الاِسْتِخَارَةَ وَ تَفَهَّمْ وَصِيَّتِي وَ لاَ تَذْهَبَنَّ عَنْكَ صَفْحاً فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لاَ خَيْرَ فِي عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ وَ لاَ يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لاَ يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ

ترجمہ: نیکیوں کا حکم دیتے رہنا تاکہ اس کے اہل میں شمار ہو اور برائیوں سے اپنے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے منع کرتے رہنا اور برائی

کرنے والوں سے اپنے امکان بھر دور رہنا۔ راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دینا اور خبر دار اس راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ حق کی خاطر جہاں بھی ہو سختیوں میں کود پڑنا اور دین کا علم حاصل کرنا۔ اپنے نفس کو ناخوشگوار حالات میں صبر کا عادی بنا دینا اور یاد رکھنا کہ بہترین اخلاق حق کی راہ میں صبر کرنا ہے۔ اپنے تمام امور میں پروردگار کی طرف رجوع کرنا کہ اس طرح ایک محفوظ ترین پناہ گاہ کا سہارا لوگے اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہوگے۔ پروردگار سے سوال کرنے میں مخلص رہنا کہ عطا کرنا اور محروم کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ مالک سے مسلسل طلب خیر کرتے رہنا اور میری وصیت پر غور کرتے رہنا۔ اس سے پہلو بچا کر گذر نہ جانا کہ بہترین کلام وہی ہے جو فائدہ مند ہو اور یاد رکھو کہ جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

توضیح و تشریح:

انسان صرف اپنے آپ کی تربیت اور خودسازی کا ذمہ دار نہیں بلکہ اسلام نے اسے معاشرتی امور میں بھی ذمہ دار بنایا ہے اور دوسروں سے متعلق اس کی ذمہ داریاں معین کی ہیں۔ ان میں بعض ذمہ داریاں امام علیہ السلام نے اس وصیت میں بیان فرمائی ہیں:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر: دوسروں کو نیکیوں کی طرف راغب کرنا اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرنا ایک مسلمان کی معاشرتی ذمہ داری ہے لیکن اس کے اپنے شرائط، مراحل اور تقاضے ہیں

جن کا سمجھنا ضروری ہے اور یہ ایسی ذمہ داری ہے جسے ہر ایک انجام نہیں دے سکتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنی دانست میں معروف انجام دیتا ہے لیکن وہ در حقیقت منکر ہوتا ہے۔

برے افراد سے دوری اختیار کرنا: برے افراد کے ساتھ دوستی اور بری محفلوں میں نشست و برخاست کا انسان کے اعمال و کردار پر گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے ان سے گریز ہی بہتر ہے البتہ اس کا مطلب مطلق طور پر ممانعت نہیں ہے بلکہ بعض اوقات برے لوگوں کو برائی سے نکالنے کے لئے ان کے ساتھ میل جول بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہاں ان مواقع کی بات کی جا رہی ہے جہاں انسان کی گمراہی کا امکان ہو۔ جیسے سینما، کلب، شادی بیاہ کی وہ محفلیں جہاں گانا بجتا ہو، ایسی محفلیں جن میں عام طور پر غیبت ہوتی ہو۔

خدا کی راہ میں جہاد: یہاں جہاد سے مراد خدا کی راہ میں ہر طرح کی کوشش اور اس کی راہ میں سختیاں اٹھانا ہے کیونکہ جو شخص سختیوں کو تحمل نہ کر سکتا ہو وہ خدا کے لئے کام نہیں کر سکتا ہے۔

ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ گھبرانا: جب انسان خدا کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے تو سینکڑوں مشکلات اور رکاوٹیں اس کی راہ میں حائل ہوتی ہیں جن میں سے ایک بڑی مشکل مختلف افراد کے طعنے، ملامتیں اور سرزنشیں ہیں لیکن جو خدا کے لئے نکلا ہو وہ ان چیزوں سے گھبرا کر پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ اپنے راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ وہ حق کے لئے قدم بڑھاتا ہے اور اس راہ میں تمام سختیاں جھیلتا ہے جیسے ہمارے ائمہ نے کیا۔

مکمل آگاہی: معاشرتی ذمہ داریاں انجام دینے کی ایک شرط دین سے مکمل آگاہی ہے۔ البتہ اس سے مراد کتابوں کا علم نہیں بلکہ حقیقت دین کا علم اور دینی بصیرت ہے جس کے لئے مدرسہ اور کتابیں صرف ایک مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تمام امور کو خدا کے سپرد کرنا: خدا کی راہ میں کوشش کرے، سختیاں برداشت کرے، اپنی ذمہ داریاں انجام دے لیکن ان تمام امور میں کبھی اپنی ذات پر یا دوسروں پر تکیہ نہ کرے بلکہ سب کچھ اس کے سپرد کردے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خدا سے دعا فرمایا کرتے تھے کہ خدایا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میری ذات پر نہ چھوڑنا بلکہ میرے تمام امور کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں رہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بارگاہ میں خلوص دل کے ساتھ دعا کرے، ہر کام کے لئے اس سے طلب خیر کرے۔

تربیت اولاد کی فکر

أَيْ بُنَيَّ إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً وَ رَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْناً بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي إِلَيْكَ وَ أَوْرَدْتُ خِصَالاً مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ بِمَا فِي نَفْسِي أَوْ أَنْ أُنْقَصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ فِي جِسْمِي أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ غَلَبَاتِ الْهَوَى وَ فِتَنِ الدُّنْيَا فَتَكُونَ كَالصَّعْبِ النَّفُورِ وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا

مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ يَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْيَتَهُ وَ تَجْرِبَتَهُ فَتَكُونَ قَدْ كُفِيتَ مَئُونَةَ الطَّلَبِ وَ عُوفِيتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ فَأَتَاكَ مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ وَ اسْتَبَانَ لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ عَلَيْنَا مِنْهُ أَيْ بُنَيَّ إِنِّي وَ إِنْ لَمْ أَكُنْ عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِي فَقَدْ نَظَرْتُ فِي أَعْمَالِهِمْ وَ فَكَّرْتُ فِي أَخْبَارِهِمْ وَ سِرْتُ فِي آثَارِهِمْ حَتَّى عُدْتُ كَأَحَدِهِمْ بَلْ كَأَنِّي بِمَا انْتَهَى إِلَيَّ مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ فَعَرَفْتُ صَفْوَ ذَلِكَ مِنْ كَدَرِهِ وَ نَفْعَهُ مِنْ ضَرَرِهِ فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِيلَهُ وَ تَوَخَّيْتُ لَكَ جَمِيلَهُ وَ صَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَهُ وَ رَأَيْتُ حَيْثُ عَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيقَ وَ أَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَبِكَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَ أَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ وَ مُقْتَبَلُ الدَّهْرِ ذُو نِيَّةٍ سَلِيمَةٍ وَ نَفْسٍ صَافِيَةٍ

ترجمہ: فرزند، میں نے دیکھا کہ اب میرا سن بہت زیادہ ہو چکا ہے اور مسلسل کمزور ہوتا جا رہا ہوں لہٰذا میں نے فوراً یہ وصیت لکھ دی اور ان مضامین کو درج کر دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی بات تمہارے حوالہ کرنے سے پہلے مجھے موت آجائے یا جسم کے نقص کی طرح رائے کو کمزور تصور کیا جانے لگے یا وصیت سے پہلے ہی خواہشات

کے غلبے اور دنیا کے فتنے تم تک نہ پہنچ جائیں۔ اور تمہارا حال بھڑک اٹھنے والے اونٹ جیسا ہو جائے۔ یقیناً نوجوان کا دل ایک خالی زمین کی طرح ہوتا ہے کہ جو چیز اس میں ڈال دی جائے اسے قبول کر لیتا ہے لہٰذا میں نے چاہا کہ تمہیں دل کے سخت ہونے اور عقل کے مشغول ہو جانے سے پہلے وصیت کر دوں تاکہ تم سنجیدہ فکر کے ساتھ اس امر کو قبول کر لو جس کی تلاش اور جس کے تجربہ کی زحمت سے تمہیں تجربہ کار لوگوں نے بچا لیا ہے۔ اب تمہاری طلب کی زحمت ختم ہو چکی ہے اور تمہیں تجربہ کی مشکل سے نجات مل چکی ہے۔ تمہارے پاس وہ حقائق از خود آ گئے ہیں جن کو ہم تلاش کیا کرتے تھے اور تمہارے لئے وہ تمام باتیں واضح ہو چکی ہیں جو ہمارے لئے مبہم تھیں۔

فرزند، اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھی لیکن میں نے ان کے اعمال میں غور کیا ہے اور ان کے اخبار میں فکر کی ہے اور ان کے آثار میں سیر و سیاحت کی ہے اور میں صاف اور گندہ کو خوب پہچانتا ہوں۔ نفع و ضرر میں امتیاز رکھتا ہوں۔ میں نے ہر امر کو چھان پھٹک کر اس کا خالص نکال لیا ہے اور بہترین تلاش کر لیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے دور کر دیا ہے اور یہ چاہا ہے کہ تمہیں اسی وقت ادب کی تعلیم دے دوں کہ جب تم عمر کے ابتدائی حصہ میں ہو اور زمانہ کے حالات کا سامنا کر رہے ہو۔ تمہاری نیت سالم ہے اور نفس صاف و پاکیزہ ہے اس لئے کہ مجھے تمہارے بارے میں اتنی ہی فکر ہے جتنی ایک مہربان باپ کو اپنی اولاد کی ہوتی ہے۔

توضیح و تشریح:

وصیت کے اس حصہ میں امیر المومنین علیہ السلام اولاد کے تئیں ایک دلسوز باپ کی ذمہ داری کو بیان فرمارہے ہیں کہ اسے کس طرح اولاد کی تربیت کی فکر ہونی چاہیے اور اس کے لئے چند اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- اس سے پہلے زمانہ کا گرد و غبار انسان کی عمر کو ڈھانپ دے اسے چاہیے کہ اپنی اولاد کو اپنی پختہ عمر کے تجربات سے آگاہ کرے تاکہ وہ زمانہ کی تیز و تند ہواؤں کا مقابلہ کرنا سیکھ جائیں۔
- جوان کا دل اس نرم و نازک ٹہنی کی طرح ہے جسے جس طرف چاہیں موڑ دیں لیکن اگر وہ سخت اور مضبوط ہوجائے تو اسے سیدھا نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف توڑا جا سکتا ہے اس لئے اولاد کی تربیت میں کسی طرح کی غفلت یا تاخیر مناسب نہیں ہے۔
- جوانوں کے لئے اپنے بزرگوں کے تجربات سے مطلع ہونا ضروری ہے تاکہ وہ ان تجربات پر دوبارہ تجربہ نہ کریں بلکہ ان سے آگے نکل کر تجربات کی نئی دنیا میں داخل ہوں۔

وَ أَنْ أَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَأْوِيلِهِ وَ شَرَائِعِ اَلْإِسْلاَمِ وَ أَحْكَامِهِ وَ حَلاَلِهِ وَ حَرَامِهِ لاَ أُجَاوِزُ ذَلِكَ بِكَ إِلَى غَيْرِهِ ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اِخْتَلَفَ اَلنَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَ آرَائِهِمْ مِثْلَ اَلَّذِي اِلْتَبَسَ عَلَيْهِمْ فَكَانَ إِحْكَامُ ذَلِكَ عَلَى مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلاَمِكَ إِلَى أَمْرٍ لاَ آمَنُ عَلَيْكَ بِهِ اَلْهَلَكَةَ وَ رَجَوْتُ أَنْ يُوَفِّقَكَ اَللَّهُ فِيهِ لِرُشْدِكَ وَ أَنْ يَهْدِيَكَ لِقَصْدِكَ فَعَهِدْتُ إِلَيْكَ وَصِيَّتِي هَذِهِ وَ اِعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي تَقْوَى اَللَّهِ وَ اَلاِقْتِصَارُ عَلَى مَا فَرَضَهُ اَللَّهُ عَلَيْكَ وَ اَلْأَخْذُ بِمَا مَضَى عَلَيْهِ اَلْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَ اَلصَّالِحُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ وَ فَكَّرُوا كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ ذَلِكَ إِلَى اَلْأَخْذِ بِمَا عَرَفُوا وَ اَلْإِمْسَاكِ عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ دُونَ أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذَلِكَ بِتَفَهُّمٍ وَ تَعَلُّمٍ لاَ بِتَوَرُّطِ اَلشُّبُهَاتِ وَ عُلَقِ اَلْخُصُومَاتِ وَ اِبْدَأْ قَبْلَ نَظَرِكَ فِي ذَلِكَ بِالاِسْتِعَانَةِ بِإِلَهِكَ وَ اَلرَّغْبَةِ إِلَيْهِ فِي تَوْفِيقِكَ وَ

تَرْكِ كُلِّ شَائِبَةٍ أَوْلَجَتْكَ فِي شُبْهَةٍ أَوْ أَسْلَمَتْكَ إِلَى ضَلاَلَةٍ فَإِنْ أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ فَخَشَعَ وَ تَمَّ رَأْيُكَ فَاجْتَمَعَ وَ كَانَ هَمُّكَ فِي ذَلِكَ هَمّاً وَاحِداً فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ لَكَ وَ إِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ وَ فَرَاغِ نَظَرِكَ وَ فِكْرِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَ تَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ وَ لَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ وَ الْإِمْسَاكُ عَنْ ذَلِكَ أَمْثَلُ

ترجمہ: اب میں اپنی تربیت کا آغاز کتاب خدا اور اس کی تاویل، قوانین اسلام اور اس کے احکام حلال و حرام سے کر رہا ہوں اور تمہیں چھوڑ کر دوسرے کی طرف نہیں جانا۔ پھر مجھے یہ خوف بھی ہے کہ نہیں لوگوں کے عقائد و افکار و خواہشات کا اختلاف تمہارے لئے اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائے جس طرح ان لوگوں کے لئے ہو گیا ہے لہٰذا ان کا مستحکم کر دینا میری نظر میں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہیں ایسے حالات کے حوالے کر دوں جن میں ہلاکت سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے۔ اگرچہ مجھے یہ تعلیم دیتے ہوئے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ پروردگار تمہیں نیکی کی توفیق دے گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت عطا کرے گا۔ اسی بنیاد پر یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔

فرزند، یاد رکھو کہ میری بہترین وصیت جسے تمہیں اخذ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور اس کے فرائض پر اکتفا کرو اور وہ تمام طریقے جن پر تمہارے باپ دادا اور تمہارے گھرانے کے نیک

کردار افراد چلتے رہے ہیں انہیں پر چلتے رہو کہ انھوں نے اپنے بارے میں کسی ایسی فکر کو نظر انداز نہیں کیا جو تمہاری نظر میں ہے اور کسی خیال کو فروگذاشت نہیں کیا ہے اور اس فکر و نظر نے ہی انہیں اس نتیجہ تک پہنچایا ہے کہ معروف چیزوں کو حاصل کرلیں اور لایعنی چیزوں سے پرہیز کریں۔ اب اگر تمہارا نفس ان چیزوں کو بغیر جانے پہچانے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر اس کی تحقیق باقاعدہ علم و فہم کے ساتھ ہونی چاہئے اور شبہات میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور نہ جھگڑوں کا شکار ہونا چاہئے اور ان مسائل میں نظر کرنے سے پہلے اپنے پروردگار سے مدد طلب کرو اور توفیق کے لئے اس کی طرف توجہ کرو اور ہر اس شائبہ کو چھوڑ دو جو کسی شبہہ میں ڈال دے یا کسی گمراہی کے حوالے کردے۔ پھر اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تمہارا دل صاف اور خاشع ہو گیا ہے اور تمہاری رائے تام و کامل ہو گئی ہے اور تمہارے پاس صرف یہی ایک فکر رہ گئی ہے تو جن باتوں کو میں نے واضح کیا ہے ان میں غور و فکر کرنا ورنہ اگر حسب منشاء فکر و نظر کا فراغ حاصل نہیں ہوا ہے تو یاد رکھو کہ اس طرح صرف شب کو اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مارتے رہو گے اور اندھیرے میں بھٹکتے رہو گے اور دین کا طلبگار وہ نہیں ہے جو اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مارے اور باتوں کو مخلوط کردے۔ اس سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔

توضیح و تشریح:

امام علیہ السلام جہاں اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ایک باپ کو اولاد کی تربت کی فکر ہونی چاہیے وہیں انداز تربیت بھی

بتاتے ہیں کہ وہ کس طرح اور کن چیزوں کے ذریعہ اپنی اولاد کی تربیت کرے:

تعلیم قرآن: قرآن ہدایت و سعادت کا سب سے عظیم منشور ہے اور انسانی تربیت کے لئے جو نسخہ ممکن تھا وہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے اس لئے کتاب خدا کی تعلیم انسان کے لئے فکری غذا بھی فراہم کرتی ہے اور روح کی آبیاری بھی کرتی ہے اور اگر کوئی نوجوانی اور جوانی میں قرآن سے مانوس ہو جائے تو اس کی تربیت کے لئے یہی کافی ہے۔

حلال و احکام کی تعلیم: ایک باپ کا فرض ہے کہ بیٹے کے بالغ ہونے سے پہلے اسے احکام خداوندی کی طرف متوجہ کرے اور بالغ ہوتے ہی اسے خدا کے حلال و حرام سکھائے تا کہ وہ زندگی کے تمام مراحل کو شریعت کے دائرے میں گزارے۔ ہمارے سماج کے والدین اسے اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے بلکہ علما کی ذمہ داری سمجھتے ہیں جبکہ اس کے سب سے پہلے ذمہ دار ماں باپ ہیں۔

اگر چہ ان دو چیزوں کی تعلیم کے بعد ایک باپ مطمئن ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے لیکن انسان کسی وقت بھی نفسانی خواہشات اور زمانے کی ظلمانی ہواؤں کی زد میں آسکتا ہے اس لئے امام باریک بینی کے ساتھ جزئی چیزوں کی وصیت فرماتے ہیں:

تقوائے الٰہی: تقوائے الٰہی اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ امام دوسری بار اپنے عزیز بیٹے کو اس کی وصیت کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ طاقت ہے جو انسان کو لغزشوں سے بچا سکتی ہے۔

احکام خداوندی پر تکیہ: اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا نے جو چیزیں واجب کی ہیں ان پر اکتفا کرو لیکن اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ صرف خدا کے احکام کی طرف توجہ رکھو باقی لوگ کیا کہتے ہیں اس کی طرف کان نہ دھرو کیونکہ تمہارے لئے اللہ اور اس کا بتایا ہوا راستہ ہی کافی ہے۔

صالح افراد کی پیروی: ممکن ہے بعض اوقات انسان کے لئے راستہ واضح نہ ہو اور اس کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہو کہ کون سا راستہ صحیح ہے ایسے میں میزان خدا کے صالح بندے ہیں وہی بتا سکتے ہیں کہ خدا کا راستہ کون سا ہے۔ اور ان میں سرفہرست خود امیر المومنین اور اہلبیت علیہم السلام ہیں کیونکہ خود خدا اور اس کے رسول نے قرآن کے بعد انہیں کے دامن سے تمسک کی تلقین کی ہے جس کی بہترین دلیل حدیث ثقلین ہے۔

غور و فکر سے کام لینا: اگر اس کے لئے بندگان صالح کا راستہ پیچیدہ ہو یا اس کی روح ان کی باتوں کے سامنے تسلیم نہ ہو تو یوں ہی آنکھ بند کر کے راستے کا انتخاب نہ کرے بلکہ علم و عقل سے کام لے، سوچ سمجھے، غور و فکر کرے اور پھر راستے کا انتخاب کرے کیونکہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو شبہات کی تاریک وادی میں اتر جائے گا جہاں سے نجات پانا آسان نہیں ہے۔

خدا سے مدد کی درخواست: اور جب حق و حقیقت اور صحیح راستے کی تلاش میں نکلے تو خدا سے مدد کی درخواست کرے کہ وہ خود

اس کی راہنمائی فرمائے کیونکہ وہ جس کی ہدایت فرمائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

اسلامی و توحیدی تصور کائنات

فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي وَ اِعْلَمْ أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ وَ أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ وَ أَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ الْمُعِيدُ وَ أَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي وَ أَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلاَّ عَلَى مَا جَعَلَهَا اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ النَّعْمَاءِ وَ الِابْتِلاَءِ وَ الْجَزَاءِ فِي الْمَعَادِ أَوْ مَا شَاءَ مِمَّا لاَ تَعْلَمُ فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَا خُلِقْتَ بِهِ جَاهِلاً ثُمَّ عُلِّمْتَ وَ مَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ وَ يَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ وَ يَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَ رَزَقَكَ وَ سَوَّاكَ وَ لْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ وَ إِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَ مِنْهُ شَفَقَتُكَ وَ اِعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَداً لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ ص فَارْضَ بِهِ رَائِداً وَ إِلَى النَّجَاةِ قَائِداً فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً وَ إِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ وَ إِنِ اجْتَهَدْتَ مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ وَ اِعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ وَ لَرَأَيْتَ آثَارَ مُلْكِهِ وَ سُلْطَانِهِ وَ لَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَ صِفَاتِهِ وَ

لَكِنَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ لاَ يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ وَ لاَ يَزُولُ أَبَداً وَ لَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ بِلاَ أَوَّلِيَّةٍ وَ آخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلاَ نِهَايَةٍ عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ وَ قِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَ كَثْرَةِ عَجْزِهِ و عَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَ الْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوبَتِهِ وَ الشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْكَ إِلاَّ بِحَسَنٍ وَ لَمْ يَنْهَكَ إِلاَّ عَنْ قَبِيحٍ

ترجمہ: فرزند، میری وصیت کو سمجھو اور یہ جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی زندگی کا مالک ہے اور جو خالق ہے وہی موت دینے والا ہے اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ واپس لانے والا ہے اور جو مبتلا کرنے والا ہے وہی عافیت دینے والا ہے اور یہ دنیا اسی حالت میں مستقر رہ سکتی ہے جس میں مالک نے قرار دیا ہے یعنی نعمت، آزمائش، آخرت کی جزایا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ اب اگر اس میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی جہالت پر محمول کرنا کہ تم ابتدا میں جب پیدا ہوئے ہو تو جاہل ہی پیدا ہوئے ہو۔ بعد میں علم حاصل کیا ہے اور اسی بنا پر مجہولات کی تعداد کثیر ہے جس میں انسانی رائے متحیر رہ جاتی ہے اور نگاہ بہک جاتی ہے اور بعد میں صحیح حقیقت نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے۔ روزی دی ہے اور معتدل بنایا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

بیٹا، یہ یاد رکھو کہ تمہیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہیں لہٰذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمہاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تم کوشش کے باوجود اپنے بارے میں اتنا سوچ سکتے ہو جتنا میں نے دیکھ لیا ہے۔

فرزند، یاد رکھو اگر خدا کے لئے کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال وصفات کا بھی کچھ پتہ ہوتا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے لہٰذا خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں اس سے کوئی ٹکرانے والا نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کسی طرح کا زوال ہے۔ وہ اولیت کی حدوں سے بغیر سب سے اول ہے اور کسی انتہا کے بغیر سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات فکر و نظر کے احاطہ سے کیا جائے۔ اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، قلیل طاقت، کثیر عاجزی اور پروردگار کی طرف اطاعت کی طلب، عتاب کے خوف اور ناراضگی کے اندیشہ میں حاجت رکھنے والے کیا کرتے ہیں۔ اس نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

وصیت کے اس حصہ میں امام علی علیہ السلام اسلام نے تصور کائنات کو پیش کرتے ہوئے بعض اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے:

ذات خدا کائنات کا مبدا و محور: خدا ہی سب کا خالق ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہی حیات و موت دینے والا ہے اور کائنات میں سب کچھ اسی کے ارادہ واختیار سے ہوتا ہے۔ وہ جس طرح پیدا کرتا ہے اسی طرح موت بھی دیتا ہے اور جس طرح پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔ شاید ان میں سے بہت سی باتیں انسان کے لئے عجیب اور اس کی سمجھ سے باہر ہوں لیکن انسان کو ان کا انکار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنی جہالت پر حمل کرنا چاہیے کیونکہ انسان اسرار کائنات سے واقف نہیں ہے بلکہ وہ پیدا ہی جاہل کیا گیا ہے، وہ جتنا جتنا پروان چڑھتا اور آگے بڑھتا ہے اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جتنے جتنے راز اس پر کشف ہوتے جاتے ہیں اس کی حیرانگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ ابھی وہ جاہل ہی ہے۔ اس لئے اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہونی چاہیے کیونکہ وہی اس کا خالق ہے، وہی اس کا رازق ہے اور وہی لائق پرستش ہے۔

خدا کے بعد ذات نبی: خدا کی معرفت انسان پر فرض ہے لیکن یہ اس کے بس سے باہر ہے اس لئے خدا نے انبیا کو بھیجا جن میں سب سے افضل پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور انسان انہیں کے ذریعہ خدا کو جان سکتا ہے اور اس کی معرفت حاصل کر سکتا ہے بلکہ خدا کی اطاعت کا ذریعہ بھی انہیں کی ذات ہے کیونکہ خدا کا حکم پیغمبر ہی کے ذریعہ انسانوں تک پہنچا ہے۔

خدا لاشریک ہے: وہ خدا جس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیا کو بھیجا وہ ہر جہت سے لاشریک ہے اور کائنات میں اس کے سوا کوئی خدا نہیں کیونکہ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو وہ بھی پیغمبر بھیجتا، اس کے ذریعہ اپنا پیغام بھیجتا، اس کی خدائی کے آثار کائنات میں نمایاں ہوتے لیکن ایسا کچھ بھی نہیں جس کا مطلب یہی ہے خدا ایک ہی ہے جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

خدا کے صفات: اس کے کچھ صفات ہیں جن کے ذریعہ انسان اس کی کچھ معرفت حاصل کر سکتا ہے: وہ ایک ہے، ازلی ہے، ابدی ہے، اس کا کوئی آغاز نہیں، اس کا کوئی اختتام بھی نہیں، اس کی قدرت لامحدود ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہی سب کا رازق ہے، کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے اور جو راستہ اس نے بتایا ہے وہی بہترین راستہ ہے۔

دنیا و آخرت کی شناخت

يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَ حَالِهَا وَ زَوَالِهَا وَ انْتِقَالِهَا وَ أَنبَأْتُكَ عَنِ الْآخِرَةِ وَ مَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا وَ ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا وَ تَحْذُوَ عَلَيْهَا إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ فَأَمُّوا مَنْزِلاً خَصِيباً وَ جَنَاباً مَرِيعاً فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ وَ فِرَاقَ الصَّدِيقِ وَ خُشُونَةَ السَّفَرِ وَ جُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ وَ مَنْزِلَ قَرَارِهِمْ فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَلَماً وَ

لاَ يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَماً وَ لاَ شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ وَ أَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ وَ مَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَ لاَ أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ وَ يَصِيرُونَ إِلَيْهِ

ترجمہ: فرزند، میں نے تمہیں دنیا، اس کے حالات، تصرفات، زوال اور انتقال سب کے بارے میں باخبر کردیا ہے اور آخرت اور اس میں صاحبان ایمان کے لئے مہیا نعمتوں کا بھی پتہ بتادیا ہے اور دونوں کے لئے مثالیں بیان کردی ہیں تاکہ تم عبرت حاصل کرسکو اور اس سے ہوشیار رہو۔

یاد رکھو کہ جس نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا ہے اس کی مثال اس مسافر قوم جیسی ہے جس کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوجائے اور وہ کسی سرسبز و شاداب علاقہ کا ارادہ کرے اور زحمت راہ، فراق احباب، دشواری سفر، بدمزگی غذا وغیرہ جیسی تمام مصیبتیں برداشت کرلے تاکہ وسیع گھر اور قرار کی منزل تک پہنچ جائے کہ ایسے لوگ ان تمام باتوں میں کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں خرچ کو نقصان تصور کرتے ہیں اور ان کی نظر میں اس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں ہے جو انہیں منزل سے قریب تر کردے اور اپنے مرکز تک پہنچادے۔

اور اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اس قوم کی ہے جو سرسبز و شاداب مقام پر رہے اور وہاں سے دل اچٹ جائے تو قحط

زدہ علاقہ کی طرف چلی جائے کہ اس کی نظر میں قدیم حالات کے چھٹ جانے سے زیادہ ناگوار اور دشوار گذار کوئی شے نہیں ہے کہ اب جس منزل پر وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک پہنچے ہیں وہ کسی قیمت پر اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے۔

توضیح و تشریح:

یہاں امام علیہ السلام دنیا اور آخرت کی حقیقی شناخت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور چند اہم نکات بیان فرماتے ہیں:

- انسان کے لئے دنیا سے زیادہ آخرت اہم ہونی چاہیے اور کسی بھی صورت میں دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دینا چاہیے۔
- کیونکہ دنیا وقتی و ناپائدار اور آخرت ابدی و پائدار ہے اور اگر انسان اس بات کو سمجھنا چاہے تو یہ دیکھے کہ دنیا میں کس قدر مشکلات ہیں اور آخرت میں اس کے لئے کیا کیا نعمتیں مہیا کی گئی ہیں۔
- جب انسان کے لئے آخرت کی حقیقت اور اس کی نعمتیں وابدی سکون واضح ہو جائے گا تو اس کے لئے دنیا کی سختیوں کو جھیلنا آسان ہو جائے گا لیکن اگر کوئی سب کچھ جان لینے کے باوجود دنیا کو ترجیح دے تو اس سے بڑا احمق کوئی نہیں ہو گا۔

معاشرتی تعلقات کے معیارات

يَا بُنَيَّ اِجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ غَيْرِكَ فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ اِكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا وَ لاَ تَظْلِمْ كَمَا لاَ تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ وَ أَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ وَ اِسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ وَ ارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ وَ لاَ تَقُلْ مَا لاَ تَعْلَمُ وَ إِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ وَ لاَ تَقُلْ مَا لاَ تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ وَ اِعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ وَ آفَةُ الْأَلْبَابِ فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَ لاَ تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ وَ إِذَا أَنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ

ترجمہ: بیٹا، دیکھو اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرسکتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اوپر ظلم پسند نہیں کرتے ہو اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کریں اور جس چیز کو دوسرے سے برا سمجھتے ہو اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصور کرنا۔ لوگوں کی اس بات سے راضی ہو جانا جیسے اپنی بات سے

لوگوں کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ بلا علم کوئی بات زبان سے نہ نکالنا اگرچہ تمہارا علم بہت کم ہے اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہنا جو اپنے بارے میں پسند نہ کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ خودپسندی راہ صواب کے خلاف اور عقلوں کی بیماری ہے لہذا اپنی کوشش تیز تر کرو اور اپنے مال کو دوسروں کے لئے ذخیرہ نہ بناؤ اور اگر درمیانی راستہ کی ہدایت مل جائے تو اپنے رب کے سامنے سب سے زیادہ خضوع و خشوع سے پیش آنا۔

توضیح و تشریح:

یہاں امام علیہ السلام دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات کے لئے کچھ معیارات اور کچھ دیگر نصیحتیں بیان فرماتے ہیں:

- اپنے اور دوسروں کے درمیان فیصلہ کا بہترین معیار انسان کا اپنا پاک ضمیر ہے۔
- دوسروں کے لئے وہی پسند اور ناپسند کرنا چاہیے جو اپنی پسند اور ناپسند ہو۔
- ظلم کرنا اور ظلم سہنا دونوں غلط ہیں۔
- جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاو کیا جائے اسے دوسروں کے ساتھ بھی اچھا برتاو کرنا چاہیے۔
- جس چیز کو اپنے لئے برا سمجھتے ہو اسے دوسروں کے لئے بھی برا سمجھو۔

- جس بات کا علم نہ ہو اس کے بارے میں گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- جو باتیں اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے بارے میں نہ کہو جیسے کسی کی غیبت نہ کرو۔
- غرور و تکبر ہدایت اور عقل کے لئے ایک آفت ہے۔
- ثروت اندوزی ایک قابل مذمت چیز ہے۔
- جب انسان کو ہدایت کی راہ مل جائے تو اسے خدا کے سامنے تسلیم ہو جانا چاہیے اور اس کے سامنے اظہار خشوع کرنا چاہیے۔

سفر آخرت کی تیاری

وَ اِعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ وَ مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَ أَنَّهُ لاَ غِنَى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الاِرْتِيَادِ وَ قَدْرِ بَلاَغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ فَلاَ تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُونَ ثِقْلُ ذَلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ وَ إِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَ حَمِّلْهُ إِيَّاهُ وَ أَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَ أَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلاَ تَجِدُهُ وَ اغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ

لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ وَ اِعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ عَقَبَةً كَئُوداً اَلْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالاً مِنَ اَلْمُثْقِلِ وَ اَلْمُبْطِئُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالاً مِنَ اَلْمُسْرِعِ وَ أَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لاَ مَحَالَةَ إِمَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ عَلَى نَارٍ فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُولِكَ وَ وَطِّئِ اَلْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِكَ فَلَيْسَ بَعْدَ اَلْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ وَ لاَ إِلَى اَلدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ

ترجمہ: اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بعید اور مشقت شدید ہے اس میں تم بہترین زاد راہ کی تلاش اور بقدر ضرورت زاد راہ کی فراہمی سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہو۔ البتہ بوجھ ہلکا رکھو اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پشت پر بوجھ مت لادو کہ یہ گراں باری ایک وبال بن جائے اور پھر جب کوئی فقیر مل جائے اور تمہارے زاد راہ کو قیامت تک پہنچا سکتا ہو اور کل وقت ضرورت مکمل طریقہ سے تمہارے حوالے کر سکتا ہو تو اسے غنیمت سمجھو اور مال اسی کے حوالے کر دو اور زیادہ سے زیادہ اس کو دے دو کہ شائد بعد میں تلاش کرو اور وہ نہ مل سکے اور اسے بھی غنیمت سمجھو جو تمہاری دولتمندی کے دور میں تم سے قرض مانگے تا کہ اس دن ادا کر دے جب تمہاری غربت کا دن ہو۔

اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے بڑی دشوار گذار منزل ہے جس میں ہلکے بوجھ والا سنگین بار والے سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا اور دھیرے چلنے والا تیز رفتار سے کہیں زیادہ بد حال ہو گا اور تمہاری منزل بہر حال جنت یا جہنم ہے لہذا اپنے نفس کے لئے منزل سے پہلے جگہ تلاش

کرلو اور ورود سے پہلے اسے ہموار کرلو کہ موت کے بعد نہ خوشنودی حاصل کرنے کا کوئی امکان ہو گا اور نہ دنیا میں واپس آنے کا۔

توضیح وتشریح:

وصیت کے اس حصہ میں امام موت وقیامت کا منظر اور زادراہ کے بارے میں گفتگو فرماتے ہوئے چند اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- راستہ بہت سخت اور طولانی ہے لہٰذا انسان کو اسی لحاظ سے تیاری کرنا چاہیے۔ اور زاد سفر اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے آمادہ کرنا چاہیے۔
- اس سفر میں گناہ انسان کے لئے ایک ایسا بوجھ ہیں جسے اٹھانا اس کے لئے بہت دشوار ہو گا لہٰذا انسان کے کاندھے پر گناہوں کا بوجھ جتنا کم ہو گا اسے سفر میں اتنی ہی آسانی ہو گی۔
- انسان کے پاس دنیاوی سرمایہ کا ایک بوجھ ہے لیکن دنیا میں اس بوجھ کو اٹھانے والے فقرا موجود ہیں جو قیامت تک اسے ایک امانت کے طور پر لے جائیں گے اور روز قیامت اسے واپس لوٹا دیں گے اس لئے انسان جتنا زیادہ فقرا اور ضرورتمندوں کو عطا کرے گا اس کا بوجھ اتنا ہی کم ہو گا اس لئے انسان کو یہ موقع ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی کو قرض کی ضرورت ہے اور

انسان دے سکتا ہے تو یہ بھی قیامت میں نیک اعمال کی شکل میں اسے لوٹایا جائے گا۔

- قیامت میں انسان کے دو ہی ٹھکانے ہیں؛ جنت یا جہنم اور ان کے انتخاب کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہے البتہ آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں۔ انسان اپنے نیک اعمال کے ذریعہ جنت کا بھی انتخاب کر سکتا ہے اور بد اعمالیوں کے نتیجہ میں جہنم بھی اختیار کر سکتا ہے۔
- آخرت میں نہ عمل کا موقع ہے اور نہ واپس دنیا میں آنے کی گنجائش۔

رحمت خداوندی کی نشانیاں

وَ اِعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ وَ تَكَفَّلَ لَكَ بِالْإِجَابَةِ وَ أَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَهُ لِيُعْطِيَكَ وَ تَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ وَ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُكَ عَنْهُ وَ لَمْ يُلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْهِ وَ لَمْ يَمْنَعْكَ إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ وَ لَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ وَ لَمْ يُعَيِّرْكَ بِالْإِنَابَةِ وَ لَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى وَ لَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْإِنَابَةِ وَ لَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيمَةِ وَ لَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ بَلْ جَعَلَ نُزُوعَكَ عَنِ الذَّنْبِ حَسَنَةً وَ حَسَبَ سَيِّئَتَكَ

وَاحِدَةً وَ حَسَبَ حَسَنَتَكَ عَشْراً وَ فَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ وَ بَابَ الاِسْتِعْتَابِ فَإِذَا نَادَيْتَهُ سَمِعَ نِدَاكَ وَ إِذَا نَاجَيْتَهُ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَأَفْضَيْتَ إِلَيْهِ بِحَاجَتِكَ وَ أَبْثَثْتَهُ ذَاتَ نَفْسِكَ وَ شَكَوْتَ إِلَيْهِ هُمُومَكَ وَ اِسْتَكْشَفْتَهُ كُرُوبَكَ وَ اِسْتَعَنْتَهُ عَلَى أُمُورِكَ وَ سَأَلْتَهُ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ مَا لاَ يَقْدِرُ عَلَى إِعْطَائِهِ غَيْرُهُ مِنْ زِيَادَةِ الْأَعْمَارِ وَ صِحَّةِ الْأَبْدَانِ وَ سَعَةِ الْأَرْزَاقِ ثُمَّ جعلَ فِي يَدَيْكَ مَفَاتِيحَ خزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ لَكَ فِيهِ مِنْ مَسْأَلَتِهِ فَمَتَى شِئْتَ اِسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ أَبْوَابَ نِعْمَتِهِ وَ اِسْتَمْطَرْتَ شَآبِيبَ رَحْمَتِهِ فَلاَ يُقَنِّطَنَّكَ إِبْطَاءُ إِجَابَتِهِ فَإِنَّ الْعَطِيَّةَ عَلَى قَدْرِ النِّيَّةِ وَ رُبَّمَا أُخِّرَتْ عَنْكَ الْإِجَابَةُ لِيَكُونَ ذَلِكَ أَعْظَمَ لِأَجْرِ السَّائِلِ وَ أَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْآمِلِ وَ رُبَّمَا سَأَلْتَ الشَّيْءَ فَلاَ تُؤْتَاهُ وَ أُوتِيتَ خَيْراً مِنْهُ عَاجِلاً أَوْ آجِلاً أَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ فَلَرُبَّ أَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهُ فِيهِ هَلاَكُ دِينِكَ لَوْ أُوتِيتَهُ فَلْتَكُنْ مَسْأَلَتُكَ فِيمَا يَبْقَى لَكَ جَمَالُهُ وَ يُنْفَى عَنْكَ وَبَالُهُ فَالْمَالُ لاَ يَبْقَى لَكَ وَ لاَ تَبْقَى لَهُ

ترجمہ: یاد رکھو کہ جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں اس نے تم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور قبولیت کی ضمانت دی ہے اور تمہیں مامور کیا ہے کہ تم سوال کرو تا کہ وہ عطا کرے اور تم

طلب رحمت کرو تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔ اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب نہیں رکھا ہے اور نہ تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے۔ گناہ کرنے کی صورت میں توبہ سے بھی نہیں روکا ہے اور عذاب میں جلدی بھی نہیں کی ہے اور توبہ کرنے پر طعنے بھی نہیں دیتا ہے اور تمہیں رسوا بھی نہیں کرتا ہے اگر چہ تم اس کے حقدار ہو۔ اس نے توبہ قبول کرنے میں بھی کسی سختی سے کام نہیں لیا ہے اور جرائم پر سخت محاسبہ کرکے رحمت سے مایوس بھی نہیں کیا ہے بلکہ گناہوں سے علیحدگی کو بھی ایک حسنہ بنادیا ہے اور پھر برائی میں ایک کو ایک شمار کیا ہے اور نیکیوں میں ایک کو دس بنادیا ہے۔ توبہ اور طلب رضا کا دروازہ کھول دیا ہے کہ جب بھی آواز دو فوراً سن لیتا ہے اور جب مناجات کرو تو اس سے بھی باخبر رہتا ہے۔

تم اپنی حاجتیں اس کے حوالے کرسکتے ہو۔ اپنے امور میں مدد مانگ سکتے ہو اور اس کے خزانۂ رحمت سے اتنا سوال کرسکتے ہو جتنا کوئی دوسرا بہر حال نہیں دے سکتا ہے چاہے وہ عمر میں اضافہ ہو یا بدن کی صحت یا رزق کی وسعت۔ اس کے بعد اس نے دعا کی اجازت دے کر گویا خزائن رحمت کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں دے دی ہیں کہ جب چاہو ان کنجیوں سے نعمت کے دروازے کھول سکتے ہو اور رحمت کی بارشوں کو برسا سکتے ہو۔ لہٰذا خبردار! قبولیت کی تاخیر تمہیں مایوس نہ کردے کہ عطیہ ہمیشہ بقدر نیت ہوا کرتا ہے اور کبھی کبھی قبولیت میں اس لئے تاخیر کردی جاتی ہے کہ اس میں سائل کے اجر میں اضافہ اور امیدوار کے عطیہ میں زیادتی کا امکان پایا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی شے کا سوال کرو اور وہ نہ ملے لیکن اس کے بعد جلد یا بدیر اس سے بہتر مل جائے یا اسے تمہاری

بھلائی کے لئے روک دیا گیا ہو۔ اس لئے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کو تم نے طلب کیا ہے وہ اگر مل جائے تو دین کی بربادی کا خطرہ ہے۔ لہٰذا اسی چیز کا سوال کرو جس میں تمہارا حسن باقی رہے اور تم وبال سے محفوظ رہو۔ مال نہ باقی رہنے والا ہے اور نہ تم اس کے لئے باقی رہنے والے ہو۔

توضیح و تشریح:

یہاں بندوں پر خدا کی رحمت کی کچھ نشانیوں کو گنوایا جارہا ہے:

- اس نے تمہیں خود سے بات کرنے کا موقع اور دعا کی اجازت دی تا کہ تم اسے پکارو اور وہ تمہاری آواز پر لبیک کہے۔
- اس نے اپنے اور تمہارے درمیان کوئی حجاب نہیں رکھا بلکہ تمہیں براہ راست اپنی بارگاہ سے متصل ہونے کی دعوت دی۔
- اس کا لطف و کرم یہاں تک کہ تم نے اس کی معصیت اور نافرمانی کی لیکن اس نے توبہ کا دروازہ کھول دیا تا کہ تم دوبارہ اس کی بارگاہ میں لوٹ سکو۔
- اگر وہ چاہتا تو فوراً تمہیں سزا دیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ اس کی رحمت کا تقاضا یہی ہے۔
- تمہارے اعمال کچھ ایسے تھے کہ وہ تمہیں رسوا کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی شان کبریائی کے خلاف تھا کہ وہ تمہیں رسوا کرے۔

- توبہ کو قبول کرنے میں بھی اس نے سختی نہیں رکھی بلکہ آسانی سے قبول کرلیتا ہے۔
- اس نے نافرمانی کی وجہ سے تم پر جرمانہ بھی نہیں رکھا۔
- گناہوں سے دوری کو نیکی قرار دیا۔
- گناہ کے بدلے ایک عذاب اور نیکی کے بدلہ دس گنا ثواب رکھا۔

دنیاو آخرت اور موت کے بارے میں کچھ نصیحتیں:

وَ اِعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّكَ إِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْآخِرَةِ لاَ لِلدُّنْيَا وَ لِلْفَنَاءِ لاَ لِلْبَقَاءِ وَ لِلْمَوْتِ لاَ لِلْحَيَاةِ وَ أَنَّكَ فِي قُلْعَةٍ وَ دَارِ بُلْغَةٍ وَ طَرِيقٍ إِلَى الْآخِرَةِ وَ أَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لاَ يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ وَ لاَ يَفُوتُهُ طَالِبُهُ وَ لاَ بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرِ أَنْ يُدْرِكَكَ وَ أَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذَلِكَ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ ذكر الموت يَا بُنَيَّ أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ ذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَ تُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَكَ وَ قَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ وَ شَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ وَ لاَ يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلاَدِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا فَقَدْ نَبَّأَكَ اللَّهُ عَنْهَا وَ نَعَتْ هِيَ لَكَ عَنْ نَفْسِهَا وَ تَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلاَبٌ

عَاوِيَةٌ وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَ يَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا وَ يَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ وَ أُخْرَى مُهْمَلَةٌ قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا وَ لاَ مُسِيمٌ يُسِيمُهَا سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى وَ أَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا وَ غَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا وَ اتَّخَذُوهَا رَبّاً فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَ لَعِبُوا بِهَا وَ نَسُوا مَا وَرَاءَهَا الترفق في الطلب رُوَيْداً يُسْفِرُ الظَّلاَمُ كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ

ترجمہ: فرزند، یاد رکھو کہ تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے دنیا کے لئے نہیں اور فنا کے لئے بنایا گیا ہے دنیا میں باقی رہنے کے لئے نہیں۔ تمہاری تخلیق موت کے لئے ہوتی ہے زندگی کے لئے نہیں اور تم اس گھر میں ہو جہاں سے بہر حال اکھڑنا ہے اور صرف بقدر ضرورت سامان فراہم کرنا ہے۔ اور تم آخرت کے راستہ پر ہو۔ موت تمہارا پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے۔ وہ بہر حال اسے پالے گی۔ لہٰذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کہ وہ تمہیں کسی برے حال میں پکڑ لے اور تم خالی توبہ کے لئے سوچتے ہی رہ جاؤ اور وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے کہ اس طرح گویا تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

فرزند، موت کو برابر یاد کرتے رہو اور ان حالات کو یاد کرتے رہو جن پر اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں تک موت کے بعد جانا ہے تاکہ

وہ تمہارے پاس آئے تو تم احتیاطی سامان کر چکے ہو اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا چکے ہو اور وہ اچانک آ کر تم پر قبضہ نہ کر لے اور خبردار! اہل دنیا کو دنیا کی طرف جھکتے اور اس پر مرتے دیکھ کر تم دھوکہ میں نہ آجانا کہ پروردگار تمہیں اس کے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ خود بھی اپنے مصائب سنا چکی ہے اور اپنی برائیوں کو واضح کر چکی ہے۔ دنیا دار افراد صرف بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جہاں ایک دوسرے پر بھونکتا ہے اور طاقت والا کمزور کو کھا جاتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔ یہ سب جانور ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آوارہ۔ جنہوں نے اپنی عقلیں گم کر دی ہیں اور نامعلوم راستہ پر چل پڑے ہیں۔ گویا دشوار گذار وادیوں میں مصیبتوں میں چرنے والے ہیں جہاں نہ کوئی چرواہا ہے جو سیدھے راستہ پر لگا سکے اور نہ کوئی چرانے والا ہے جو انہیں چرا سکے۔ دنیا نے انہیں گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے اور ان کی بصارت کو منارۂ ہدایت کے مقابلہ میں سلب کر لیا ہے اور وہ حیرت کے عالم میں سرگرداں ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دنیا کو اپنا معبود بنا لیا ہے، وہ ان سے کھیل رہی ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور سب نے آخرت کو یکسر بھلا دیا ہے۔

ٹھہرو، اندھیرے کو چھٹنے دو۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلے آخرت کی منزل میں اتر چکے ہیں اور قریب ہے کہ تیز رفتار افراد اگلے لوگوں سے ملحق ہو جائیں۔

توضیح وتشریح:

- انسان کو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ دنیا کے لئے۔
- انسان کو اس دنیا میں رہنا نہیں ہے بلکہ وہ مسلسل آخرت کی طرف گامزن ہے۔
- آخرت میں وارد ہونے کا دروازہ موت ہے جس سے کسی کو فرار نہیں یہاں تک خاصان خدا کو بھی اسی دروازہ سے وارد ہونا ہے۔
- موت کسی لمحہ بھی آسکتی ہے اس لئے انسان کو ہر وقت تیار ہونا چاہیے اور اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ کہیں گناہ کی حالت میں موت نہ آجائے کہ اس کو توبہ کا بھی موقع نہ مل سکے۔
- اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان موت اور اس کے بعد کے مراحل کو مسلسل یاد کرتا رہے اور اپنے نفس کو اس کی تلقین کرتا رہے۔
- دنیاداروں کے عیش و آرام اور موج مستی کو دیکھ کر ان کی طرف راغب نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ دنیا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور واقف انسان کبھی یہ غلطی نہیں کرتا۔
- دنیا کا استعمال ضروری ہے لیکن خطرہ اس وقت ہے جب انسان دنیا کو اپنا خدا اور معبود بنالے کہ اس کے بعد تباہی کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا۔

- ایک دن سارے پردے نگاہوں سے ہٹ جائیں گے اور دنیا کی حقیقت سب پر عیاں ہو جائے گی پھر سب اس سے نفرت کا اظہار کریں گے لیکن اس وقت کافی دیر ہو چکی ہو گی۔

بعض اہم اخلاقی نصیحتیں:

وَ اِعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اَللَّيْلَ وَ اَلنَّهارَ فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَإِنْ كَانَ وَاقِفاً وَ يَقْطَعُ اَلْمَسَافَةَ وَ إِنْ كَانَ مُقِيماً وَادِعاً وَاعْلَمْ يَقِيناً أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ وَ لَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ وَ أَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ فَخَفِّضْ فِي اَلطَّلَبِ وَ أَجْمِلْ فِي اَلْمُكْتَسَبِ فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ وَ لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ وَ لاَ كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ وَ أَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَ إِنْ سَاقَتْكَ إِلَى اَلرَّغَائِبِ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضاً وَ لاَ تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اَللَّهُ حُرّاً وَ مَا خَيْرُ خَيْرٍ لاَ يُنَالُ إِلاَّ بِشَرٍّ وَ يُسْرٍ لاَ يُنَالُ إِلاَّ بِعُسْرٍ وَ إِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا اَلطَّمَعِ فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ اَلْهَلَكَةِ وَ إِنِ اِسْتَطَعْتَ أَلاَّ يَكُونَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَللَّهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قَسْمَكَ وَ

آخِذٌ سَهمَكَ وَ إنَّ اَلْيَسِيرَ مِنَ اَللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَعْظَمُ وَ أَكْرَمُ مِنَ اَلْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَ إِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ وصايا شتى وَ تَلاَفِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ وَ حِفْظُ مَا فِي اَلْوِعَاءِ بِشَدِّ اَلْوِكَاءِ وَ حِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدَيْ غَيْرِكَ وَ مَرَارَةُ اَلْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ اَلطَّلَبِ إِلَى اَلنَّاسِ وَ اَلْحِرْفَةُ مَعَ اَلْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ اَلْغِنَى مَعَ اَلْفُجُورِ وَ اَلْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ وَ رُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ مَنْ أَكْثَرَ أَهْجَرَ وَ مَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ قَارِنْ أَهْلَ اَلْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ وَ بَايِنْ أَهْلَ اَلشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ بِئْسَ اَلطَّعَامُ اَلْحَرَامُ وَ ظُلْمُ اَلضَّعِيفِ أَفْحَشُ اَلظُّلْمِ إِذَا كَانَ اَلرِّفْقُ خُرْقاً كَانَ اَلْخُرْقُ رِفْقاً رُبَّمَا كَانَ اَلدَّوَاءُ دَاءً وَ اَلدَّاءُ دَوَاءً وَ رُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ اَلنَّاصِحِ وَ غَشَّ اَلْمُسْتَنْصَحُ وَ إِيَّاكَ وَ اَلاِتِّكَالَ عَلَى اَلْمُنَى فَإِنَّهَا بَضَائِعُ اَلنَّوْكَى وَ اَلْعَقْلُ حِفْظُ اَلتَّجَارِبِ وَ خَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ بَادِرِ اَلْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ وَ لاَ كُلُّ غَائِبٍ يَئُوبُ وَ مِنَ اَلْفَسَادِ إِضَاعَةُ اَلزَّادِ وَ مَفْسَدَةُ اَلْمَعَادِ وَ لِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ اَلتَّاجِرُ مُخَاطِرٌ وَ رُبَّ يَسِيرٍ أَنْمَى مِنْ كَثِيرٍ لاَ

خَيْرَ فِي مُعِينٍ مَهِينٍ وَ لاَ فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ
سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ وَ لاَ تُخَاطِرْ
بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ
مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ

ترجمہ: فرزند، یاد رکھو کہ جو شب و روز کی سواری پر سوار ہے وہ گویا سرگرم سفر ہے چاہے ٹھہرا ہی کیوں نہ رہے اور مسافت قطع کر رہا ہے چاہے اطمینان سے مقیم ہی کیوں نہ رہے۔ یہ بات یقین کے ساتھ سمجھ لو کہ تم نہ ہر امید کو پا سکتے ہو اور نہ اجل سے آگے جا سکتے ہو۔ تم اگلے لوگوں کے راستہ ہی پر چل رہے ہو لہٰذا طلب میں نرم رفتاری سے کام لو اور کسب معاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ ورنہ بہت سی طلب انسان کو مال کی محرومی تک پہنچا دیتی ہے اور ہر طلب کرنے والا کامیاب بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہر طرح کی پستی سے بلند تر رکھو چاہے وہ پستی پسندیدہ اشیاء تک پہنچا ہی کیوں نہ دے۔ اس لئے کہ جو عزت نفس دے دو گے اس کا کوئی بدل نہیں مل سکتا اور خبردار کسی کے غلام نہ بن جانا جب کہ پروردگار نے تمہیں آزاد قرار دیا ہے۔ دیکھو اس خیر میں کوئی خیر نہیں ہے جو شر کے ذریعہ حاصل ہو اور وہ آسانی آسانی نہیں ہے جو دشواری کے راستہ سے ملے۔

خبردار طمع کی سواریاں تیز رفتاری بوکھلا کر تمہیں ہلاکت کے چشموں پر نہ وارد کر دیں اور اگر ممکن ہو کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی صاحب نعمت نہ آنے پائے تو ایسا ہی کرو کہ تمہیں تمہارا حصہ

بہر حال ملنے والا ہے اور اپنا نصیب بہر حال لینے والے ہو اور اللہ کی طرف سے تھوڑا بھی مخلوقات کے بہت سے بھی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اگرچہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

خاموشی سے پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی کرلینا گفتگو سے ہونے والے نقصان کے تدارک سے آسان تر ہے۔ برتن کے اندر کا سامان منہ بند کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی دولت کا محفوظ کرلینا دوسرے کے ہاتھ کی نعمت کے طلب کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ مایوسی کی تلخی کو برداشت کرنا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے اور پاکدامانی کے ساتھ محنت مشقت کرنا فسق وفجور کے ساتھ مالداری سے بہتر ہے۔

ہر انسان اپنے راز کو دوسروں سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور بہت سے لوگ ہیں جو اس امر کے لئے دوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ زیادہ بات کرنے والا بکواس کرنے لگتا ہے اور غور وفکر کرنے والا بصیر ہو جاتا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ رہو تاکہ انہیں میں شمار ہو اور اہل شر سے الگ رہو تاکہ ان سے الگ حساب کئے جاؤ۔ بدترین غذا مال حرام ہے اور مرض لادوا، اور کبھی کبھی غیر مخلص بھی نصیحت کی بات کردیتا ہے اور کبھی کبھی مخلص بھی خیانت سے کام لے لیتا ہے۔ دیکھو خبردار خواہشات پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہیں۔ عقلمندی تجربات کے محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔ فرصت سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ رنج واندوہ کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر طلبگار مطلوب کو حاصل بھی نہیں کرتا ہے اور ہر غائب پلٹ کر بھی نہیں آتا ہے۔

فساد کی ایک قسم زاد راہ کا ضائع کر دینا اور عاقبت کو برباد کر دینا بھی ہے۔ ہر امر کی ایک عاقبت ہے اور عنقریب وہ تمہیں مل جائے گا جو تمہارے لئے مقدر ہوا ہے۔ تجارت کرنے والا وہی ہوتا ہے جو مال کو خطرہ میں ڈال سکے۔ بسا اوقات تھوڑا مال زیادہ سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے۔ اس مدد گار میں کوئی خیر نہیں ہے جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدنام ہو۔ زمانہ کے ساتھ سہولت کا برتاؤ کرو جب تک اس کا اونٹ قابو میں رہے اور کسی چیز کو اس سے زیادہ کی امید میں خطرہ میں مت ڈالو۔ خبردار کہیں دشمنی اور عناد کی سواری تم سے منہ زوری نہ کرنے لگے۔

توضیح و تشریح:

وصیت کے اس حصے میں چند اہم اخلاقی نصیحتیں کی گئی ہیں کہ جن کی طرف توجہ انسان کی زندگی میں کافی تبدیلیاں لا سکتی ہے:

- لمبی لمبی آرزوئیں کرنا ایک حماقت ہے کیونکہ ہر آرزو پوری نہیں ہوتی۔
- مادیات میں حرص نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دن بدن بڑھتی رہتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔
- انسان کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو اس کی عزت کے منافی ہو کیونکہ کرامت و عزت انسانی سب سے بڑی چیز ہے۔

- انسان کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے اس لئے اسے خدا کے سوا کسی کا غلام نہیں ہونا چاہیے یہاں تک کہ اپنا بھی نہیں۔
- انسان کا ولی نعمت صرف خدا ہے اس لئے اسی سے اپنے رزق کا مطالبہ کرنا چاہیے البتہ خدا نے بھی اسباب کو وسیلہ بنایا ہے۔
- انسان کم مگر آبرومندانہ رزق حاصل کرے یہ بہتر ہے ذلت کے ساتھ ملنے والے زیادہ رزق سے۔
- انسان کے لئے یہی بہتر ہے کہ جو اس کے اپنے پاس ہے اسی پر اکتفا اور قناعت کرے اور جو دوسروں کے پاس ہے اس پر نظر نہ رکھے کہ اس طرح اس سے سکون زندگی بھی چھن جاتا ہے۔
- اگر انسان سختی میں ہو لیکن عفت و پاکیزگی کا دامن اس کے ہاتھ میں رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ انسان عفت و پاکیزگی کا دامن تار تار کر کے آسانیوں اور آسائش تک پہنچے۔
- زیادہ بولنے کا ایک نقصان یہ ہے کہ انسان فالتو بولنے لگتا ہے۔
- غور و فکر کے نتیجہ میں انسان صاحب بصیرت بنتا ہے۔
- حرام لقمہ ایک تو خود برا ہے دوسرا اس کے اثرات نہایت خطرناک ہیں۔ اس لئے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

- خواہشات نفسانی پر بھروسہ کرنا صاحبان عقل کا شیوہ نہیں بلکہ یہ بے عقلوں کا کام ہے۔
- جب وقت انسان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے تب وہ ہاتھ ملتا ہے اس کا علاج صرف یہ ہے وقت کو ہاتھ سے جانے ہی نہ دو۔
- حلال مال کم ہی کیوں نہ ہو اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے لیکن حرام کتنا ہی زیادہ ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

دوستوں کے حقوق

اِحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَلَى الصِّلَةِ وَ عِنْدَ صُدُودِهِ عَلَى اللَّطَفِ وَ الْمُقَارَبَةِ وَ عِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ وَ عِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَى الدُّنُوِّ وَ عِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ وَ عِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ حَتَّى كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ وَ كَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ أَوْ أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ لاَ تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ وَ امْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً وَ تَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً وَ لاَ أَلَذَّ مَغَبَّةً وَ لِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ وَ خُذْ عَلَى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الظَّفَرَيْنِ وَ إِنْ أَرَدْتَ

قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذَلِكَ يَوْماً مَا وَ مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ وَ لاَ تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اِتِّكَالاً عَلَى مَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ وَ لاَ يَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَى اَلْخَلْقِ بِكَ وَ لاَ تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ زَهِدَ عَنْكَ وَ لاَ يَكُونَنَّ أَخُوكَ أَقْوَى عَلَى قَطِيعَتِكَ مِنْكَ عَلَى صِلَتِهِ وَ لاَ تَكُونَنَّ عَلَى اَلْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى اَلْإِحْسَانِ وَ لاَ يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَ نَفْعِكَ وَ لَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوءَهُ

ترجمہ: اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات، اعراض کے مقابلہ میں مہربانی۔ بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کرو گویا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبر دار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا۔ اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بنانا کہ تم اپنے دوست کے دشمن ہو جاؤ اور اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرتے رہنا چاہے اسے اچھی لگے یا بری۔ غصہ کو پی جاؤ کہ میں نے انجام کار کے اعتبار سے اس سے زیادہ شیریں کوئی گھونٹ نہیں دیکھا ہے اور نہ عاقبت کے لحاظ سے لذیذ تر۔ اور جو تمہارے ساتھ سختی کرے اس کے لئے نرم ہو جاؤ شاید کبھی وہ بھی نرم ہو جائے۔ اپنے دشمن کے ساتھ

احسان کرو کہ اُس میں دو میں سے ایک کامیابی اور شیریں ترین کامیابی ہے اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہو تو واپس آسکے۔ جو تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھے اس کے خیال کو غلط نہ ہونے دینا۔ باہمی روابط کی بنا پر کسی بھائی کے حق کو ضائع نہ کرنا کہ جس کے حق کو ضائع کر دیا پھر وہ واقعاً بھائی نہیں ہے اور دیکھو تمہارے گھر والے تمہاری وجہ سے بدبخت نہ ہونے پائیں اور جو تم سے کنارہ کش ہونا چاہے اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمہارا کوئی بھائی قطع تعلقات میں تم پر بازی نہ لے جائے اور تم تعلقات مضبوط کر لو اور خبردار برائی کرنے میں نیکی کرنے سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور کسی ظالم کے ظلم کو بہت بڑا تصور نہ کرنا کہ وہ اپنے کو نقصان پہنچا رہا ہے اور تمہیں فائدہ پہنچا رہا ہے اور جو تمہیں فائدہ پہنچائے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ برائی کرو۔

توضیح و تشریح:

یہاں امام دوستی اور دوستوں کے کچھ حقوق بیان فرما رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- اگر وہ قطع تعلق کرے تو تم تعلقات کو بحال کرو۔
- اگر وہ منہ موڑ لے تو تم مہربان رہو۔
- اگر وہ بخیل ہے تو تم بخشش کرو۔
- اگر وہ دور ہو تو تم قریب جاؤ۔

- اگر وہ سختی کرے تو تم نرمی سے کام لو۔
- اگر غلطی کرے تو اس کے عذر کو قبول کرو۔
- اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔
- اپنے دوست کو نصیحت کرو چاہے اسے اچھی لگے یا بری۔
- اگر تمہیں اس پر غصہ آئے تو اسے پی جاؤ۔
- اگر دوستی چھوڑنا چاہو تو اتنی گنجائش ضرور رکھو کہ دوبارہ مل سکو۔

بعض اخلاقی اقدار

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَ الْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ وَ إِنْ كُنْتَ جَازِعاً عَلَى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ اِسْتَدِلَّ عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ وَ لاَ تَكُونَنَّ مِمَّنْ لاَ تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلاَّ إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلاَمِهِ فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ الْبَهَائِمَ لاَ تَتَّعِظُ إِلاَّ بِالضَّرْبِ اِطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُومِ بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَ حُسْنِ الْيَقِينِ مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ وَ الصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ

وَ اَلصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ وَ الْهَوَى شَرِيكُ
الْعَمَى وَ رُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ وَ قَرِيبٍ
أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ وَ الْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ
مَنْ تَعَدَّى اَلْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى
قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ
سَبَبٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكَ
فَهُوَ عَدُوُّكَ قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكاً إِذَا كَانَ
الطَّمَعُ هَلاَكاً لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَ لاَ كُلُّ
فُرْصَةٍ تُصَابُ وَ رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ وَ
أَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ
تَعَجَّلْتَهُ وَ قَطِيعَةُ اَلْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ مَنْ
أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ وَ مَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ لَيْسَ كُلُّ
مَنْ رَمَى أَصَابَ إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ
سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ وَ عَنِ اَلْجَارِ قَبْلَ
الدَّارِ إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلاَمِ مَا يَكُونُ
مُضْحِكاً وَ إِنْ حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ

ترجمہ: اور فرزند یاد رکھو کہ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آجائے گا۔ ضرورت کے وقت خضوع و خشوع کا اظہار کس قدر ذلیل ترین بات ہے اور بے نیازی کے عالم میں بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔ اس دنیا میں

تمہارا حصہ اتنا ہی ہے جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کر سکو۔ اور کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر پریشانی کا اظہار کرنا ہے تو ہر اس چیز پر بھی فریاد کرو جو تم تک نہیں پہنچی ہیں۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے ذریعہ اس کا پتہ لگاؤ جو ہونے والا ہے کہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہیں اور خبر دار ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جن پر اس وقت تک نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی ہے جب تک پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے اس لئے کہ انسان عاقل ادب سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔ دنیا میں وارد ہونے والے ہموم و آلام کو صبر کے عزائم اور یقین کے حسن کے ذریعہ رد کر دو۔ یاد رکھو کہ جس نے بھی اعتدال کو چھوڑا وہ منحرف ہو گیا۔ ساتھی ایک طرح کا شریک نسب ہوتا ہے اور دوست وہ ہے جو غیبت میں بھی سچا دوست رہے۔ خواہش اندھے پن کی شریک کار ہوتی ہے۔

بہت سے دور والے ایسے ہوتے ہیں جو قریب والوں سے قریب تر ہوتے ہیں اور بہت سے قریب والے دور والوں سے زیادہ دور تر ہوتے ہیں غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے آگے بڑھ جائے اس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اس کی عزت باقی رہ جاتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں مضبوط ترین وسیلہ تمہارا اور خدا کا رشتہ ہے۔ اور جو تمہاوری پرواہ نہ کرے وہی تمہارا دشمن ہے۔ کبھی کبھی مایوسی بھی کامیابی بن جاتی ہے جب حرص و طمع موجب ہلاکت ہو۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر فرصت کا موقع بار بار ملا کرتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور اندھا سیدھے راستہ کو پالیتا ہے۔ برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کہ

جب بھی چاہو اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے قطع تعلق عاقل سے تعلقات کے برابر ہے۔ جو زمانہ کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہر تیر انداز کا تیر نشانہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ جب حاکم بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ رفیق سفر کے بارے میں راستہ پر چلنے سے پہلے دریافت کرو اور ہمسایہ کے بارے میں اپنے گھر سے پہلے خبر گیری کرو۔ خبردار ایسی کوئی بات نہ کرنا جو مضحکہ خیز ہو چاہے دوسروں ہی کی طرف سے نقل کی جائے۔

توضیح و تشریح :

یہاں امام عالی مقام مزید کچھ اخلاقی اقدار کو بیان کرتے ہیں:

- انسان کو اس دنیا سے اتنا ہی لینا چاہیے جتنے سے کام چل سکے۔
- اگر کوئی چیز ہاتھ سے چلی جائے تو اس پر جزع و فزع نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہی سوچنا چاہئے کہ یہ اس کی تھی ہی نہیں۔
- انسان اور جانور میں ایک فرق یہ ہے کہ جانور پر پند و موعظہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن انسان کا دل اس سے متاثر ہوتا ہے۔
- حقیقی دوست وہ ہے جو دوست کی غیر موجودگی میں بھی دوستی کا حق ادا کرے۔
- جس شخص کو اپنے دوست کی کوئی فکر نہ ہو وہ در حقیقت اس کا دشمن ہے۔

• برائی کے راستے بہت زیادہ ہیں جو خود بخود انسان کے سامنے کھلتے ہیں لیکن اچھائی کے راستے کم، اس لئے انسان کو اچھائی کے راستوں کی تلاش میں سرگرم رہنا چاہیے۔

خواتین سے متعلق کچھ خاص باتیں

وَ إِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ وَ عَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ وَ اُكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ وَ لَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لاَ يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلاَّ يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ وَ لاَ تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ وَ لاَ تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا وَ لاَ تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ لِغَيْرِهَا وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ وَ الْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيَبِ وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلاً تَأْخُذُهُ بِهِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَلاَّ يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ وَ أَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ وَ أَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ وَ يَدُكَ الَّتِي بِهَا تَصُولُ دعاء اِسْتَوْدِعِ اللَّهَ دِينَكَ وَ دُنْيَاكَ وَ اِسْأَلْهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِي الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ وَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ. وَ السَّلاَمُ

ترجمہ: خبردار۔ عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کہ ان کی رائے کمزور اور ان کا ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو اور خبردار انہیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیارات نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے، حاکم و متصرف نہیں ہے۔ اس کے پاس ولحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ نہ پیدا ہونے دو۔ دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا کہ اس طرح اچھی عورت بھی برائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اپنے ہر خادم کے لئے ایک عمل مقرر کر دو جس کا محاسبہ کر سکو کہ یہ بات ایک دوسرے کے حوالہ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پر پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہیں جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو۔

اپنے دین و دنیا کو پروردگار کے حوالہ کر دو اور اس سے دعا کرو کہ تمہارے حق میں دنیا و آخرت میں بہترین فیصلہ کرے۔

والسلام

توضیح وتشریح:

وصیت کے آخری حصہ میں مولا عورتوں سے متعلق کچھ نصیحتیں فرماتے ہیں:

عورتوں سے مشورہ نہ کرنا: اس کلام میں مختلف احتمالات پائے ہیں: ایک احتمال یہ ہے کہ یہ اس دور کے حالات کی طرف اشارہ ہے جو عورتیں ۹۹ فیصدی جاہل ہوا کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان کا کسی جاہل سے مشورہ کرنا نادانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں عورت کی جذباتی فطرت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مشورہ میں جذبات کی کار فرمائی کا خطرہ زیادہ ہے لہٰذا اگر کوئی عورت اس نقص سے بلند تر ہو جائے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں ان مخصوص عورتوں کی طرف اشارہ ہو جن کی رائے پر عمل کرنے سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گھاٹ اتر گیا ہے اور آج تک اس تباہی کے اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔

عورتوں کو پردے میں رکھیں: یہاں مردوں کو عورتوں کے پردے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے یعنی مرد کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے عورتوں کو بے حجابی کی چھوٹ مل جائے کیونکہ جب تک مرد باغیرت رہے گا عورت بھی باحیا و باحجاب ہو گی اور عورتوں کی بے حجابی میں مردوں کا اکثر قصور ہوتا ہے: اکبر الٰہ بادی کے بقول

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

عورت ایک پھول کے مانند: جہاں مرد کو عورت کا سرپرست بنایا گیا ہے وہیں یہ بھی کہا گیا کہ ان پر ظلم وزیادتی نہ کرے اور اس سے سخت کام نہ لے کیونکہ یہ پھول کی طرح نرم ونازک ہے اس لئے اس کی حفاظت بھی ایک پھول کی طرح ہونی چاہیے۔

قائد انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ امام خامنہ ای

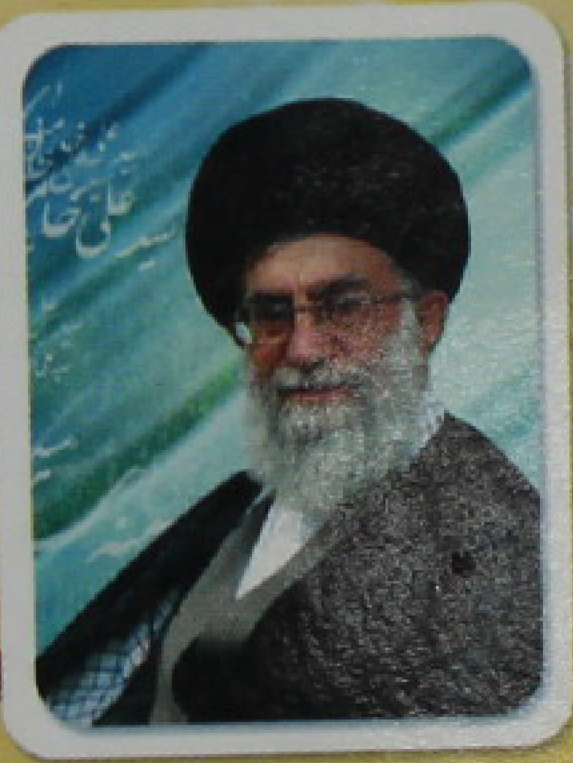
نہج البلاغہ کی جانب توجہ کی غرض سے ایک حساس نکتے کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں، اس کتاب کی جانب توجہ کم نظر آرہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم اس علمی خزانے سے بے خبر ہیں جو اس کتاب میں موجود ہے۔ پھر ہمارے عوام یہاں تک کہ محقق حضرات بھی اس بے مثال کتاب میں موجود عظیم سرمایہ کے حصول کی اہمیت سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہیں۔

*****

ہماری مثال اس بیمار جیسی ہے جس کی جیب میں یا اس کی الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اور ساتھ ساتھ اس مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے۔ صدیوں سے نہج البلاغہ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی فردی اور اجتماعی بیماریوں کو سینے سے لگائے رکھا۔ یہ وہ افسوس ناک درد ہے جو ہر اس شخص کو تڑپا دے گا جو نہج البلاغہ سے آگاہی حاصل کرلے۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ فرماتے ہیں:

نہج البلاغہ امام علی علیہ السلام کی حیات کا آئینہ ہے۔ امام کا کلام خود ان جیسا ہے کیونکہ ہر انسان کا کلام اس کی روح سے جاری ہوتا اور اس کے روح کی ترجمانی کرتا ہے۔ ایک پست روح کا کلام پست ہی ہوتا ہے اور ایک عظیم روح کے حامل انسان کا کلام بھی عظیم ہوتا ہے۔ ایک پہلو کی حامل روح کا کلام ایک پہلو ہوتا ہے اور جس کی روح چند پہلوؤں کی حامل ہوتی ہے اس کا کلام بھی چند پہلو ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام چونکہ ایک جامع اضداد شخصیت کا نام ہے اس لئے ان کا کلام بھی جامع اضداد ہے۔ ان کے کلام میں کمال عرفان پایا جاتا ہے، کمال عرفان کے ساتھ ساتھ اوج فلسفہ بھی پایا جاتا ہے، فلسفہ اپنی معراج پہ ہے تو ساتھ ہی آزادی اور حماسہ بھی اپنی اوج پر نظر آتا ہے، جہاں حماسہ اپنے عروج پر نظر آتا ہے وہیں اخلاق کا نقطہ کمال بھی دکھائی دیتا ہے اسی لئے نہج البلاغہ علی علیہ السلام کی طرح جامع ہے۔



قائد انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ امام خامنہ ای:

ہماری مثال اس بیمار جیسی ہے جس کی جیب میں یا اس کی الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اور ساتھ ہی اس مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے۔ صدیوں سے نہج البلاغہ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی فردی اور اجتماعی بیماریوں کو سینے سے لگائے رکھا۔ یہ وہ افسوس ناک درد ہے جو ہر اس شخص کو تڑپائے گا جو نہج البلاغہ سے آگاہی حاصل کرے۔

Email: ummetkmr@yahoo.com - ummetkmr@gmail.com